اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام

خدا کے نزدیک سچا دین محض "اسلام" ہے

سلسلہ نمبر ۳

136

قدامِ اسلام

اسلام پر آریہ سماج کا اعتراض ہے۔کہ یہ تیرہ سنو سال کا جدید مذہب ہے۔ اور ویدک دھرم
تمام مذاہب عالم سے قدیم ہے۔ یعنی جب سے دنیا میں انسان ہے اسیوقت سے ویدک دھرم بھی
ہے۔ اس رسالہ میں اعتراض کے اوّل جز کا یعنی اسلام جدید مذہب ہے۔ نہایت محققانہ جواب محض
قرآن شریف سے دیا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام دنیا میں اسیوقت سے ہے جب زمانہ سے
دنیا میں انسان کا وجود ہے۔ اور آنحضرت صلعم سے پہلے جتنے انبیا علیہم السلام تھے وہ سب
اسلام ہی کے داعی تھے۔ لہذا اس معنے کی بنا پر سب سے قدیم مذہب اسلام ہی ہے۔ اعتراض کے دوسرے
جز کی حقیقت (یعنی دیانندی ویدک دھرم سب سے قدیم مذہب ہے) ہمارے رسالہ ابطال قدامت وید میں ملاحظہ ہو

مصنفہ

مولٰنا مولوی عبد الصّمد صاحب رحمانی مدرس مدرسہ دار العلوم مونگیر
مصنف تذکرۃ النبی - وید کا بھید - آریوں کا خوفناک شور - ابدی نجات - حدوث مادہ وغیرہ

حسب الحکم مولوی سید ابو الکرم محمد لطف اللہ صاحب رحمانی کانپوری المونگیری
باہتمام منشی سراج الدین محمد رحمانی

مطبع رحمانیہ مخصوص پور مونگیر میں چھپا

قیمت ۲ ر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام ابتداءِ عالم سے ہے

آئینہ سامنے آتا ہے عوض لینے کو ✤ ہوشیار او میرے دیوانہ بتانے والے

اس ہنگامہ زار دنیا کی سطح پر جس طرح ہر روز حوادث کی نئی نئی بساطیں بچھتی ہیں۔ اور کچھ نہ کچھ اثر یہاں کے بسنے والوں کیلئے تاریخ کے صفحات پر اپنی یادگار کی برہنہ تصویر چھوڑ جاتی ہیں ٹھیک اسیطرح مذاہب عالم کے متلاطم بحر ذخار کی سطح پر اعتراضات واشکالات کی ہر روز نئی نئی موجیں اُٹھتی ہیں۔ جو اپنے بہاؤ کے ساتھ کبھی تو آبدار موتی اور قیمتی گوہر کی انمول متاع۔ اور کبھی محض خس و خاشاک کا ڈھیر اُن ارادتمندوں کے دامن ارادت اور آغوش عقیدت میں ڈال جاتی ہیں۔ جو اِس کے ساحل پر آباد ہیں۔ لیکن قوانین فطرت اور سنت اللہ کی تحت میں تلاطم اور تموّج کی دونوں پیداوار میں فرق یہ ہوتا ہے کہ گرانمایہ اور انمول متاع عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور اہل نقد اور صاحب نظر کے دامن قبول میں جگہ پاتے ہیں۔ اور خس و خاشاک اپنی ہیچ میرزی کی بنا پر ہلاکت و بربادی کیلئے بے اعتنائی کے ساتھ سطح زمین پر چھوڑ دئے جاتے ہیں۔ جسکو ہوا کے تیز جھونکے نہایت ذلّت و حقارت کے ساتھ پراگندہ اور برباد کر دیتے ہیں۔

چنانچہ آج سے تیرہ سو برس پہلے مذاہب عالم کے روحانی سمندر میں ایک ایسا تلاطم پیدا ہوا جس نے حق کے پرستاروں کی ہدایت کیلئے اُن گوہر نایاب کو جو اس سمندر کی گہرائی میں تھے سطح زمین

مقدمہ

مذہب میں دو طرح کے احکام ہوتے ہیں۔ ایک اصول دوسرے فروع، الہامی کتاب جس پر مذہب کا دار و مدار ہوتا ہے اسکا اصلی فرض یہ ہے۔ کہ وہ اصول یعنی کلیات کی تعلیم دے۔ کیونکہ جزئیات جو ہمیشہ قیامت تک ہر زمانہ میں ضرورت اور وقت کے لحاظ سے نئی نئی شکل میں نشو و نما ہوتی رہینگی۔ ان سب کا ذکر اگر الہامی کتاب میں ہونا ضروری ہو۔ تو الہامی کتاب علاوہ اسکے کہ ایک بار گراں ہوگی بے وقت کی بے لطف شہنائی بھی ہوگی جسمیں ابتداء عالم کے انسانوں کو انتہاء عالم کی ضرورتوں سے باخبر رہنے کی تکلیف عبث ہوگی اسلئے جزئیات کی تعلیم اور تخریج انبیا علیہم السلام اور انکے جانشین کے فرائض میں داخل ہے کہ وہ الہامی کتاب کے اصولوں کی ماتحت کلیات کی عملی صورت اور دنیا کی ضرورتوں کا صحیح حل وحی الہام اور قیاس سے دنیا کے سامنے پیش کریں۔

یہ مسئلہ جملہ مذاہب کا ایسا مسلمہ اصول ہے جسکا اعتراف آریہ سماج کو بھی ہے چنانچہ وید کو سارے علوم کا سرچشمہ اسی اصول پر فرض کیا جاتا ہے کہ جملہ علوم کے اصول ویدمیں بیان کر دئے گئے ہیں بہرحال الہامی کتاب اور خداوندی قانون کا اصلی فرض یہی ہے۔ کہ جملہ اصول دینیہ کو دنیا کے سامنے پیش کرے جسکے ضمن میں اگر کسی ضرورت موجودہ کے متعلق بھی ہدایت کر دی جائے۔ تو یہ رب العالمین کی تربیت عامہ کی شان عالی کا فضل ہوگا، چنانچہ اسی اصول پر قوانین کلیہ الٰہیہ یعنی **اسلام** کبھی صحف ابراہیمؑ کبھی صحف موسیٰ کبھی تورات کبھی زبور کبھی انجیل کبھی قرآن شریف کی شکل میں انسانوں کی ہدایت کیلئے پیام الٰہی بنکر نازل ہوتا رہا۔ جنکے درمیان بہت ممکن ہے کہ مختلف وقتی ضرورتوں کے لحاظ سے بعض میں ایسی جزئیات ہوں جو دوسرے میں نہوں۔

رہا یہ شبہہ کہ کیوں خدا بار بار ایک ہی قانون کو مختلف ناموں سے نازل کرنیکی عبث تکلیف اٹھاتا رہا۔ تو اسکا صاف اور سہل جواب یہ ہے کہ دنیا جو عالم اسباب ہے۔ اسکی ہر چیز کے وجود اور بقا اور عدم کو قانون فطرت الٰہیہ سے تعلق ہے پس اسکی بنا پر ایسا ہونا ناگزیر تھا کیونکہ فطرتی اصول پر یہ غیر ممکن تھا کہ ابتدائے عالم سے لیکر ایسے زمانہ تک جسوقت تک کے اسباب حفاظت مثلاً آلات کتابت عام نہ تھے۔ قانون الٰہی زبانی نقل در نقل سے بگڑ کر ایسی حالت کو نہ پہونچ جائے۔ کہ پھر اس قانون کی تصحیح کی ضرورت پڑے چنانچہ واقعات شاہد ہیں کہ تورات، زبور، انجیل، اپنے نزول کے تھوڑے دنوں کے بعد محفوظ نہ رہ سکیں۔ اور ضرورت پڑی کہ دنیا کی ہدایت کیلئے قانون الٰہی کی پھر تصحیح ہو۔ چنانچہ ٹھیک اس زمانہ میں جب کہ دنیا باعتبار اسباب و آلات کے اس حالت کو پہونچ گئی تھی کہ خداوندی قانون محفوظ رہ سکے۔ خدا نے اسی قانون کو اس وعدہ کے ساتھ نازل فرمایا کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ط یعنی ہمنے اپنا قانون نازل کیا اور ہم اسکی حفاظت کرینگے لہذا اسکے بعد نہ کوئی الہامی کتاب نازل ہوگی نہ کوئی نبی مبعوث ہوگا۔ پس اسلام اپنے اصول کے اعتبار سے وہی قدیم قانون ہے جسکی دعوت اور نشر و اشاعت ابتدائے عالم سے جملہ انبیاء کرام کرتے آئے ہیں۔ جسکی پوری تفصیل اگلے صفحات میں ملیگی اس جگہ ہم محض ایک آیت نقل کر دینا چاہتے ہیں سورۂ شوریٰ کی دوسری رکوع میں ارشاد ہے۔

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ الخ	مسلمانو! خدا نے تمھیں وہ دین اور شریعت عطا کی ہے جسکا حکم خدا نے نوحؑ کو دیا تھا اور (اے محمد صلعم) تمھاری طرف ہمنے جس قانون کی وحی کی ہے اور جسکا حکم ہم ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دے چکے ہیں وہ یہ ہے کہ دین اسلام کو قائم رکھیو۔

عبد الصمد رحمانی (بازید پوری قصبہ باڑھ)

ف ۱ اسی اصول پر محققین کا فیصلہ ہے کہ موجودہ زمانہ کا وید محرف اور ناقابل اطمینان ہے۔ کیونکہ ابتدائے عالم میں وید کے

ہے شوق جو بالوں کی بڑھانے کا تو ای جاں + پیدا کرو اس بوجھ اٹھانے کو کمر بھی

اس غلط بیانی کے دوسرے جز سے ہم اپنے دوسرے نمبر میں بحث کرینگے۔ اس نمبر میں ہم محض قرآن شریف کی ہدایت کی روشنی میں یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ آریہ سماج کا ناپاک الزام محض جھوٹ و افترا ہے کہ اسلام کا وجود محض تیرہ سو برس کا ہے۔ اور اسلام یہودیت اور عیسائیت سے ماخوذ ہے کیونکہ جس اسلام کو نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ وہ کوئی نیا دین نیا طریقہ نیا مذہب نہیں ہے۔ جسکی عمر تیرہ سو برس ہے بلکہ اسلام وہ دین ہے۔ جسکی تبلیغ انبیاء امم سابقہ نے کی۔ اور جسکی تبلیغ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمعیلؑ اور حضرت اسحقؑ اور حضرت یعقوبؑ اور انکی اولاد نے اسوقت کی تھی جب عیسائیت اور یہودیت کے نام سے بھی دنیا آشنا نہ ہوئی تھی۔ اور جسکا اقرار ابو الانبیاء (انبیاؤں کے باپ) حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لیکر حضرت مسیح اور انکے حواریوں تک نے کی۔ اور جسکے متعلق خدا نے صاف لفظوں میں یہ اعلان فرمادیا ہے کہ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا یعنی (اسلام) تمھارے باپ ابراہیمؑ کی ملت ہے انھوں نے تمھارا نام اس زمانہ سے پہلے کے زمانہ اور موجودہ زمانہ میں بھی مسلمان رکھا ہے مطلب یہ ہے کہ جسطرح آج کے مسلمان ملت اسلام کے حلقہ بگوش ہیں ان سے صدیوں پہلے۔ بلکہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ سے بھی پہلے۔ حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ بھی اسیکی شاہ راہ پر چلنے والے تھے اور جسطرح آج سچے مسلمان کی آخری تمنا یہ ہوتی ہے کہ دنیا سے مسلمان اُٹھیں اور مسلمان بنکر زندہ رہیں اسیطرح حضرت ابراہیمؑ علیہ السّلام کی بھی یہی تمنا تھی کہ اے اللہ مجکو اور میرے بیٹے اسمعیلؑ کو مسلمان رکھ اور میری اولاد میں امت مسلمہ پیدا کر۔ قرآن شریف میں ان کی یہ دعا مذکور ہے۔ کہ

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ (بقرہ۔ پ ۱ ع ۱۵)

اے میرے پروردگار ہم دونوں باپ بیٹے کو اپنے لئے مسلمان رکھ اور میری اولاد میں ایک امت مسلمہ پیدا کر

پڑے ہوئے تہ نشیں تھے ہمیشہ کیلئے سطح آب پر لاکر حق و صداقت کے طالبین کو اعلان عام دیدیا کہ جسکا دل چاہے اس گرانمایہ اور انمول متاع سے دامن مراد کو بھر کر مالا مال ہو جائے۔ جسمیں کسی قوم کی خصوصیت نہیں ہے۔ چنانچہ حق پسند ضمیروں نے قبول کیا۔ اور سعید روحوں نے بہرہ مندی حاصل کی اور ضلالت آباد دنیا گلزار ہدایت بنگئی۔ جسکا عطر بیز پیام حق اسوقت بھی دنیا کے طالبین کی صداقت طلب اور حقانیت خواہ قوت شامہ کی نوازش کے لئے نسیم روح پرور رہی۔ اور غافلوں کی قوت سامعہ تک اس پیام دلنواز کو پہونچا رہا ہے کہ

تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ ط

پھر اسی طرح آج سے چند سال پیشتر ایک اور نیا تلاطم آریہ سماج کا رونما ہوا جس نے جملہ مذاہب عالم کے پرستاروں کے سامنے بطالت کے خس و خاشاک کا ایسا گندہ ڈھیر لاکر جمع کر دیا جسکی متعفن اور جانسوز تعلیموں سے مذہبی دنیا کی فضا مسموم ہوگئی اور روحانیت کی نسیم صحت بخش ہیں ہدایت پیدا ہوگئی۔ اور اسکے پرستاروں کے دہریت اور بطالت کی زہریلے خیالات اور باطل معتقدات کی مذہب کے نام سے عام ترویج و اشاعت ہونے لگی۔ اور سچے عقائد اور صحیح تعلیمات کی ہر طرف تردید کی جانے لگی۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں دنیا کے سامنے دیانندجی کے پرستاروں نے واقعہ کے خلاف اسلام پر یہ غلط الزام اور افترا باندھا۔ کہ اسلام تیرہ سو برس کا جدید مذہب ہی جو یہودیت اور عیسائیت سے ماخوذ ہی۔ اور دنیا کا سب سے قدیم مذہب اور ایشوری تعلیم اگر ہے تو وہ دیانندی مذہب ہی حالانکہ دنیا جانتی ہے۔ کہ دیانندجی کو مرے ہوئے ابھی سو سال بھی نہیں ہوئے ہیں۔ سچ ہے ؎

بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد ✣ چونکہ باز کنی مادر مادر باشد

حیرت ہی وہ مذہب جو مذاہب عالم کے سامنے محض ایک نوزائیدہ بچہ ہے کس طرح بیباکی سے یہ غلط دعوی کرتا ہی کہ ...نندی مسلک قدیم اور ازلی ہے جس کو سنکر حقیقت شناس پکار اٹھتے ہیں کہ ؎

اوراسی کے مبلغ تھے۔ اور یہ وہ محبوب دین تھا کہ قبل اسکے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس دنیا سے رحلت فرماویں۔ اپنے بیٹوں کو (یعنی حضرت اسحقؑ و اسمعیلؑ کو) اور یعقوب (یعنی بنی اسرائیل کے جدامجد کو) بلاکر وصیت کی۔ کہ دیکھو تمھارا خاتمہ اگر ہو تو اسلام پر ہو۔ کیونکہ خدا نے تمکو یہی دین عنایت کی ہے۔

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (سورۃ البقر ع ۱۶)

حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ اے میرے بیٹے خدا نے تمھارے لئے دین اسلام کو پسند کیا ہے پس بجز اسلام کے دوسرے دین پر تمھارا خاتمہ نہ ہو۔

پھر کیا یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ اسلام کے نام لیوا۔ اور پرستار یہی بزرگ رہے۔ ان کے بعد اس ضلالت آباد دنیا نے اسکو چھوڑ دیا۔ اور اسلام ایک طویل مدت کیلئے بے یارومددگار ہوگیا۔ یہانتک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عرب میں ظہور ہوا۔ اور آپنے پھر اسکو لبیک کہا نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ جسطرح اس اسلام اور دین الٰہی کے بندہ پرستار اور اسکے نام پر جان دینے والے۔ اور مرمٹنے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ یادرکھو اسی طرح اس کے نام پر اپنی جان کو قربان کردینے والے حضرت اسمعیلؑ اسی طرح اسکے شیفتہ و فریفتہ اور اسکی شراب محبت کے متوالے حضرت اسحقؑ و یعقوبؑ بھی تھے۔ چنانچہ جسطرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے آخری وقت میں اپنے بیٹوں کو بلاکر وصیت کی تھی۔ اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی اس رسم کو دہرایا۔ اور مرتے وقت اپنی اولاد سے اقرار لے لیا۔ کہ مجھکو بتلادو۔ ہمارے بعد تم کسکو پوجوگے۔ اور تم کسکے نام لیوا رہوگے۔ آپکی اولاد نے کیا جواب دیا اس مکالمہ اور سوال و جواب کو قرآن نے صاف لفظوں میں خود بیان کردیا ہے۔

وَاِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ

جب حضرت یعقوب کی موت کا وقت آپہونچا۔ تو انھوں نے اپنے بیٹوں سے کہا تم لوگ میرے بعد کسکی عبادت

ایک دوسرے موقع پر جب اہل کتاب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہودی اور نصرانی ہونے پر جھگڑ رہے تھے تو قرآن نے صاف لفظوں میں اسکی تردید کردی کہ وہ نہ تو یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے اور نہ مشرک تھے بلکہ پکے مسلمان تھے کیونکہ یہودیت اور نصرانیت کی عمارت کی بنیاد توراۃ و انجیل پر ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ نزول توراۃ اور انجیل سے پہلے تھے۔ پھر وہ یہودی اور نصرانی کسطرح ہو سکتے ہیں ارشاد ہے۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ	اے اہل کتاب تم ابراہیمؑ کے متعلق کسطرح جھگڑا
وَمَا أُنزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالْإِنجِيلُ إِلَّا مِن	کرتے ہو۔ حالانکہ توریت و انجیل کا نزول اسکے بعد ہوا ہے
بَعْدِهِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○ هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ	تمکو اتنا بھی سمجھ نہیں ہے، ہاں جن امور میں تمھیں علم ہے اسمیں گفتگو
حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُم بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ	کرسکتے ہو تم ایسی باتوں کے متعلق کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمھیں
فِيمَا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ	علم نہیں ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو
وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ○ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ	حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ نصرانی
يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ	بلکہ وہ پکے مسلمان تھے اور وہ مشرک
حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○	لوگوں میں سے بھی نہیں تھے۔

سورہ آل عمران (۷)

ان ارشادات خداوندی نے صاف بتلادیا کہ دنیا میں مسلمان اور انکا فطرتی مذہب اسلام اسوقت سے ہے جبوقت کے یہودیت اور نصرانیت کا دنیا نے نام بھی نہیں سنا تھا۔

مگر کیا اسلام صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دامن سے لپٹ کر رہگیا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد اسکا کوئی نام لیوا نہیں رہا۔ اور کیا حضرت اسحٰقؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرتؑ یعقوب (جنکا دوسرا نام اسرائیل ہے اور آپ ہی کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں) اس پاک مذہب کے دائرہ اطاعت سے نکلکر۔ اونھوں نے کوئی دوسرا مذہب اختیار کر لیا تھا قرآن جواب دیتا ہے کہ نہیں۔ وہ بھی اسیکے نام لیوا۔ اور اسیکے خادم اور اسکے پرستار اور اسی کے واعظ

خواہش اور ہوا وہوس کا غلام ہو رہا ہے۔ تو انھوں نے نہایت اضطراب کی حالت میں اہل دنیا کو مخاطب کر کے پکارا۔ کہ مَنْ اَنْصَارِيْ اِلَى اللّٰهِ ۚ خدا کی راہ میں اسکے دین کی حمایت کیلئے کوئی شخص آمادہ نصرت ہے جو ہمارا ساتھ دے تو اسوقت بھی چند نفوس ایسے تھے جنکے دلوں میں اسلام اور روح میں تپش ایمانی تھی۔ اس صدائے دلدوز کو سنتے ہی آنحضرت نے لبیک کہا اور جواب دیا نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اے خدائے سچے رسول ہم خدا کی دین کی نصرت کیلئے حاضر ہیں۔ اور ہم مومن ہیں اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلمان ہیں"

فَلَمَّا اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْ اِلَى اللّٰهِ ۚ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ (سورہ آل عمران) ع

جب عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کے کفر کا حال معلوم کیا تو پکارا کہ کوئی شخص خدا کی راہ میں ہمارا مددگار ہوگا تو حواریون نے کہا کہ ہملوگ خدا کے مددگار ہیں ہملوگ خدا پر ایمان لائے۔ آپ گواہ رہئے کہ ہملوگ مسلمان ہیں۔

ان تذکار اور ارشادات کے بعد بھی یہ سوال باقی رہجاتا ہے کہ صدر کے انبیا کرام کے علاوہ اور بھی انبیا ہیں۔ جنھوں نے خدا کے دین اور خدا کے پیغام کی اسکے گنہ گار بندوں تک پہنچایا ہے۔ انکا طریقہ تبلیغ کیا تھا۔ اور وہ کس طریقہ رشد پر دنیا کی ہدایت کرتے تھے تو اسکے بھی ہم قرآن شریف ہی سے شہادت پیش کریں گے۔ اور بتلادینگے۔ کہ حضرت اسمعیلؑ اور اسحقؑ اور یعقوبؑ علیہم السلام کے علاوہ حضرت داؤد اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسیٰؑ اور ہارونؑ اور ذکریا اور یحییٰ اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ اور الیسع اور یونسؑ اور لوط علیہم السلام۔ کل کے کل اپنی تبلیغ اور رشد و ہدایت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ذریت سے ہیں یعنی وہ اپنے نور نبوت........ اور ہدایت میں ذریت ابراہیمی سے ہیں۔ اور ان سب اولوالعزم انبیا کرام کا وہی دین تھا۔ جو حضرت ابراہیمؑ کا تھا۔ پڑھئے۔

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ

ہم نے ابراہیمؑ کو اسحقؑ و یعقوبؑ کی بخشش کی اور ہر ایک کو ہم نے راہ دعوت حق یعنی نبوت کی دکھائی

اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَ	گردگے ان لوگوں نے جواب دیا کہ تیری اور تیرے
اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ	آبا واجداد کی ایک واحد خدا کی ہملوگ عبادت کرینگے اور
وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ (بقرہ) ع ۱۶	ہملوگ اُس خدا کے مسلمان بندے ہونگے -

اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت یعقوبؑ کے بعد انکی اولاد بنی اسرائیل بھی اسی کے نام لیوا اسی دین اسلام کے خادم تھے اور سچے مسلمان تھے۔

اس جگہ اس شبہہ کا رفع کردینا ضرور ہے کہ ایسا کیوں نہیں ہوسکتا ہی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی وہ اولاد جنکا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت سی پہلے تھا۔ وہ مسلمان تھے اور دین ابراہیمی پر تھے مگر دعوت موسوی کے دور میں۔ جب آپکو ایک مستقل شریعت توراۃ کی صورت میں ملی۔ تو وہ مسلمان سے یہودی ہوگئے۔ اور ملت ابراہیمی سے نکلکر ملت موسوی میں داخل ہوگئے۔ اسکی نسبت عرض یہ ہے کہ قرآن مجید میں (جسکا یہ خاص معجزہ ہے کہ وہ ہر شبہہ کا خود جواب دیتا ہے) اس کے متعلق بھی اسکے معجز بیان کلام میں روشنی موجود ہے۔ کہ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات اور اُنکی موجودگی میں بھی اسلام ہی کے نام لیوا تھے۔ اور اسوقت بھی مسلمان ہی تھے۔

وَجَاوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ	ہم نے بنی اسرائیل کو دریا کے پار اُتار دیا پھر فرعون
فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰٓى	اور اسکے لشکریوں نے سرکشی اور شرارت کی راہ سے
اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ	انکا پیچھا کیا یہانتک کے فرعون کے سر پر ڈباؤ پانی آ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا	پہونچا تو کہنے لگا کہ مجکو یقین آیا کہ جس خدا پر بنی اسرائیل
اِسْرَآئِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝	ایمان لائے ہیں اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور
(سورہ یونس) ع ۹	اب میں بھی ان مسلمانوں کی جماعت کا ایک شخص ہوں ۔

یہانتک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آیا۔ اور اُنھوں دیکھا کہ دنیا کفرزار بنی ہوئی ہے اسلام کی ڈوری کو لوگوں نے گردن سے نکال کر پھینک دیا ہے اور ہر شخص بندہ

بنا یا گیا تھا۔ اور دنیا والوں کی ہدایت کیلئے قانون ہدایت انکو عطا فرما کر دوائی حق کی شرف سے
مشرف فرمایا گیا تھا۔ رہا یہ کہ وہ ہدایت نامہ اور قانون کیا تھا۔ تو صدر میں حضرت ابراہیم علیہ
السلام اور آنکی اولاد اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام وغیرہ کے متعلق معلوم ہو چکا ہے
کہ یہ الوالعزم انبیا اسلام کے مناد اور اسلام کے مبلغ تھے۔ پس جب اصل یعنی حضرت ابراہیم کی
متعلق بالتصریح یہ معلوم ہو چکا ہے۔ کہ وہ اسلام کی ہدایت کرتے تھے۔ اور اسی ہدایت میں
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت کو شریک بتایا گیا۔ اور اس ذریت کے بعض اولوالعزم
افراد کے متعلق دوسری آیتوں میں اسکی تصریح کردی گئی۔ کہ وہ اسلام کے نام لیوا اور اسکی
شاہ راہ پر چلنے والے اور اسلام ہی کی تبلیغ و ہدایت کرنے والے تھے۔ تو معلوم ہو گیا کہ اس
ذریت کے بقیہ افراد بھی جو اس ہدایت میں شریک ہیں۔ وہ سب بھی اسلام ہی کے مناد تھے
اور اسی ہدایت اسلامیہ پر گام زن تھے۔ اور اسیکی طرف لوگوں کو دعوت دیتے اور تبلیغ کرتے تھے
تیسرے یہ کہ اگر میرے اس استدلال پر مفسرین کے اختلاف کو پیش کیا جائے اور یہ کہا جائے
کہ ذریتہ کی ضمیر میں مفسرین کا دو گروہ ہے۔ بعض اسطرف گئے ہیں۔ کہ اسکے مرجع اور اس سے
مراد حضرت ابراہیمؑ ہیں۔ اور بعض اسطرف گئے ہیں۔ کہ اس سے مراد حضرت نوحؑ ہیں اور جب
اس سے مراد حضرت نوح علیہ السلام ہوئے تو اب انکی ذریت کے متعلق یہ نہیں کہا جائے گا
کہ وہ اسلام پر تھے۔ جب تک کہ حضرت نوحؑ کا اسلام پر ہونا بتصریح ثابت نہ ہو جائے تو اسکا
جواب یہ ہے کہ اگر حضرت نوحؑ ہی اس سے مراد ہوں۔ اور حضرت ابراہیمؑ نہ ہوں جیسا کہ ہمنے لکھا ہے
تو پھر بھی میرے استدلال پر اسکا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا ہے۔ کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام کے
متعلق بھی۔ قرآن شریف کی یہی شہادت ہے۔ کہ وہ اسلام کے نام لیوا اور مسلمان تھے۔
ملاحظہ ہو ارشاد ہے کہ

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَٰقَوْمِ إِن كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُم مَّقَامِي وَتَذْكِيرِي بِـَٔايَٰتِ ٱللَّهِ	ان کافروں کو نوحؑ کا حال پڑھکر سنا دیجیے۔ کہ جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا۔ کہ اگر میرا رہنا اور خدا کے

دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۙ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۙ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۙ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (سورہ انعام ع)

اور نوحؑ کو بھی ان سے پہلے راہ دعوت حق دکھلائی تھی (یعنی نبوت عطا کی تھی) اور ابراہیم ہی کی ذریت میں داؤدؑ اور سلیمانؑ (اور ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسیٰؑ اور ہارونؑ ہیں، اور نیکوکاروں کو) ہم اسیطرح جزا دیتے ہیں۔ اور ذکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ۔ ان میں سے ہر ایک صالحین (یعنی انبیاء کی جماعت سے) ہیں۔ اور اسمٰعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ ان لوگوں میں سے ہر ایک کو ہمنے دنیا والوں پر فضیلت دی (یعنی نبوت بخشی) اور ہم نے اُن کے آباؤاجداد اور انکی اولاد اور انکے بھائیوں میں سے بھی انتخاب کیا اور ان لوگوں کو صراط مستقیم کی ہدایت کردی یعنی نبوت کی عزت سے سرفرازی بخشی۔

اس آیت نے آپ کے احاطۂ بیان میں جس جامعیت سے جملہ انبیاء کرام کو دین ابراہیمی میں شامل بتایا ہے محتاج بیان نہیں ہے۔ مگر پھر بھی چند امروں کیطرف اشارہ کردینا ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ اس آیت میں حضرت نوح علیہ السلام کے پہلے کے انبیا بھی شامل ہیں۔ جسپر صاف لفظوں میں "مِنْ اٰبَآئِهِمْ" کا لفظ دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ فرداً فرداً حضرت اسحٰقؑ اور حضرت یعقوبؑ اور حضرت نوحؑ علیہم السلام وغیرہم کے بعد یہ ارشاد ہوتا ہے کہ "انکے آبا و اجداد کو بھی ہمنے نبوت دی ہے" پس اختلاف اقوال کی بنا پر حضرت آدم علیہ السلام بھی (اگر انکی نبوت تسلیم کرلی جائے) زمرۂ انبیا میں دوسرے انبیاؤں کیطرح داخل رہیں گے۔ دوسرے یہ کہ اس آیت میں مقصود بالذات سلسلہ ہدایت یعنی نبوت کی ہر کڑی کو بیان کرنا ہے کیونکہ ارشاد خداوندی یہ ہے کہ ہمنے ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ و یعقوبؑ عطا فرمائی۔ اور ہر ایک کو ہدایت بھی عنایت کی یعنی ابراہیمؑ اسحٰقؑ یعقوبؑ۔ ہر ایک کو نبوت سے بھی سرفرازی بخشی۔ اور انکے پہلے نوح گذرے ہیں انکو بھی ہدایت دی یعنی نبوت بخشی۔ نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت حق کی ذریت میں فلاں فلاں شخص بھی نبی ہیں۔ پس ہدایت سے مراد نبوت ہی یعنی دعوت حق کا پیغامبر انکو

کیونکہ اسکا فرمان ہے کہ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا یعنی تم سنن الٰہیہ اور قانون خداوندی
میں کسیطرح کی تبدیلی نہیں پا سکتے ہو کوئی وجہ نہیں کہ اسکے قانون میں اختلاف ہو۔ اسکی
شریعتیں باہم متضاد ہوں اور دین اسلام کے علاوہ کسیکو دوسرے دین کی تبلیغ کا حکم دیا گیا ہو
اور کسی زمانہ میں کبھی نبی یا رسول (علیہم الصلوۃ) کو ایسا دین اور ایسی ملت ملی ہوا اور ایسا مذہب
انکو عنایت ہو جسکی تعلیم ایک دوسرے سے متناقض ہو۔ اور ایک طرف امتہ مسلمہ حنیفیہ کو دعوت
توحید کا پیام دیا جائے تو دوسرے طرف تثلیث کے اعلان کیلئے منا د مبعوث کرے۔
بلکہ جہاں کہیں یہود و نصاریٰ نے تفریق ملت اختلاف مذہب ایک دوسرے کی باطل
اور ناحق ہونیکی بحث پیدا کی تو قرآن شریف نے دونوں کیلئے ایک فیصلہ کیا کہ یہ تمہارے
محض مزعومات باطلہ ہیں۔ خدا کی خوشنودگی اور اسکے یہاں اجر و انعام اسی کیلئے ہے۔
جو مسلمان ہیں (یعنی جسنے اپنے سر کو خدا کی اطاعت کیلئے جھکا دیا ہے اور اپنے سارے
جذبات کو مرضات الٰہی کے سپرد کر دیا ہے)

لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ

یہاں پہونچکر اس آیت کا مطلب کسقدر صاف ہو جاتا ہے کہ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ
(ہم کسی رسول کے درمیان تفریق نہیں کرتے) اور نیز ہر وہ آیت کسقدر روشنی میں آجاتی ہے
جسمیں بتلایا گیا ہے۔ کہ تم جسطرح خاتم الانبیا نبی عربی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم۔ پر ایمان لاتے ہو
اسیطرح اور انبیا کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم پر بھی ایمان لاؤ۔ کیونکہ انمیں کسی طرح کی تفریق
نہیں ہے۔ وہ سب ایک ہیں لہذا تمکو بھی ایک ہی سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ ایک ہی خدا کے
سب پیغامبر ہیں جس نے اپنے قانون کیلئے اعلان کر دیا ہے کہ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِہٖ خدا کے
احکام کلیہ میں تبدل و تغیر نہیں ہوتا ہے۔ پس ملت ابراہیمی اگر تمھارے سامنے پیش کیجائے
تو اس سے اسوجہ سے انکار نکرو۔ کہ ہم وابستگان دین موسوی ہیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام کی

عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ٭ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ؕ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

سورہ یونس ع ۶

احکام کو سُنانا تم پر گراں گذرتا ہے۔ تو میرا اللہ پر بھروسا ہے تم اپنے شرکار کار کے ساتھ اپنی کارروائی پر یغیر سکے کہ تمہارا منصوبہ کسی پر مخفی رہے بالاعلان اجماع کرلو پھر جو کچھ تم سے ہو سکے میرے ساتھ کر دو اور مجھکو مہلت نہ دو۔ پس اگر تم میری نصیحتوں سے منہ موڑتے ہو۔ تو میں تم سے مزدوری نہیں چاہتا ہوں میری مزدوری خدا پر ہے اور مجھکو تو حکم دیا گیا ہے۔ کہ میں مسلمانوں کی جماعت میں رہوں۔

پچوتھے یہ کہ اس سلسلہ ہدایت کے بیان کو۔ اس آیت پر ختم کیا جاتا ہے۔ کہ

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ الخ یہی وہ نفوس ہیں جنکو خدا کے ہاں سے ہدایت ملی ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ انکو انکی ہدایت کی اقتدا کیجئے۔

+ + + + + + +

اب اگر یہ تسلیم کرلی جائے۔ کہ آپ سے قبل کے جملہ انبیاء کرام کو (جنکا تذکرہ صدر میں ہو چکا ہے) ایسی ہدایت ملی تھی تو پھر اسکے کوئی معنی ہو سکتے ہیں۔ کہ آپکو خداوندی ارشاد اوسکے متعلق یہ ہو کہ آپ اسکی اقتدا اور پیروی کیجئے ہرگز نہیں۔ پس ان تصریحات کی بنا پر نتیجہ بالکل واضح اور روشن ہے کہ اسلام کے پرستار ابوالانبیا حضرت ابراہیمؑ اور انکی اولاد اور آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام وغیرہ ہی نہیں تھے بلکہ ابتدا ء عالم حضرت آدم سے لیکر آنحضرت تک سب اسی ملت مسلمہ کی مبلغ اور اسی دین کے داعی تھے۔ ان سب سے قطع نظر قرآن حکیم کا تو یہ فیصلہ ہے کہ خدا کی درگاہ میں بجز اسلام کے اور کوئی دین مقبول نہیں ہے چاہے اسکی اشاعت حضرت ابراہیم علیہ السلام کریں یا حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ یا جناب حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اسکی تکمیل کرائی جائے

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ؕ بیشک خدا کے نزدیک سچا دین اسلام ہے۔

کیونکہ وہ خدا جسکو اسلام نے پیش کیا ہے وہ واحد ہے لہذا اسکا دین اسکا قانون بھی واحد ہے

رشد و ہدایت کا سلسلہ دنیا میں قائم ہے۔اور دنیا میں مسلمان تیرہ سو بیالیس برس سے نہیں ہیں۔بلکہ اسوقت سے جب سے دنیا قائم ہے یا انسان کا وجود ہے۔

نتیجہ بحث

پس یہ اعتراض کہ اسلام ایک جدید مذہب ہے۔اور عیسائیت اور یہودیت سے ماخوذ ہے ہمارے عیسائی اور آریہ دوستوں کے وسعت معلومات پر کافی روشنی ڈالتا ہے۔کہ اسلام سے اور اسکے احکامات سے وہ کسقدر واقف ہیں۔افسوس تعصب ایسی بُری چیز ہے کہ اسلام کے اسقدر روشن اور واضح مسئلہ سے بھی وہ ناواقف ہیں۔یا دیدہ و دانستہ جان و بوجھکر عوام کو دھوکے میں ڈالنے کی ناجائز کوشش کرتے رہے۔پس انکو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام اور اسکے ماننے والے اسی زمانہ سے ہیں جس زمانہ سے انسان کا وجود ہے اور دنیا کے پہلے مسلمان نبی عربی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہیں بلکہ جمیع انبیا اور اُن کے جمیع صالح پیرو اسلام کے سچے فدائی اور مسلم تھے۔

پس آخر میں۔ہم اپنے ان دوستوں سے جنکو اسلام پر اعتراض کرنے کا شوق ہے آئندہ کے لئے اتنا ضرور کہدینا چاہتے ہیں کہ ؎

آؤ جو میرے قتل کو اتنا رہے لحاظ
ناوک جگر پسند ہو خنجر گلو پسند

عبدالصمد رحمانی (بازید پوری)

تعلیم اگر تمھارے سامنے پیش کیجائے تو یہ نہ کہو۔کہ ہمکو اس سے اسلئے انکار ہے۔کہ ہم حلقہ بگوش دین عیسوی ہیں اور اسیطرح اگر عیسی علیہ السلام کی تعلیم کی تمھیں کوئی تبلیغ کرے تو اس خیال سے اسکے منکر نہ ہو جاؤ کہ ہم ملت ابراہیمی۔(جسکا دوسرا نام اسلام ہے) اسکے خادموں سے ہیں۔

ضروری تنبیہ

مگرہاں یہ بہت ضروری ہے۔کہ جس تعلیم کی تمکو دعوت دیجاتی ہے۔اسکو اپنی طرح سے جانچ لو۔ کہ جسکی طرف وہ منسوب کیجاتی ہے۔فی الحقیقت اسکی تعلیم ہے کہ نہیں۔ایسا نہو کہ دھوکے میں مروجہ بائبل اور انجیل تمھارے ہاتھ میں دیدی جائے۔اور تم اسے عزت کی نگاہ دیکھکر اپنے سینہ سے لگالو۔کیونکہ تمکو ان انبیاؤں کے اُن تعلیمات حقہ پر ایمان لانے کیلئے ارشاد ہوتا ہے۔ جو انکو خدا کی طرف سے ملی ہیں۔نہ ان پر جو خواہ مخواہ انکے نام سے مشہور کیگئی ہوں ارشاد ہے کہ

قُولُوا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلٰى اِبْرَاهِيمَ وَاِسْمٰعِيلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِيَ مُوسٰى وَعِيسٰى وَمَا اُوْتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُونَ ۝

مسلمانو تم کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس کتاب پر جو ہمارے لئے نازل ہوئی۔اور ان کتابوں پر جو حضرت ابراہیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب اور اسکی اولاد کیلئے نازل ہوئی اور اُن کتابوں پر جو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ اور کل جملہ نبیوں پر خدا کے ہاں سے نازل ہوئیں اور ہم کسی نبی میں فرق نہیں کرتے ہیں اور ہم لوگ خدا کے مسلمان بندے ہیں۔

قصہ مختصر جس اسلام کی دعوت نبی عربی نے عرب کی سرزمین میں دی اسیکی دعوت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کالڈیا کے بتخانہ میں دی ہے۔کیونکہ تمھاری ملت وہی ملت ہے۔جو تمھارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے۔اور اسیکی دعوت سارے انبیاؤں نے دی اسلئے کہ خدا کے نزدیک اسلام ہی وہ دین ہے جو مقبول ہے۔

پس اسلام ۱۳۴۲ھ سے نہیں ہے بلکہ اسوقت سے ہے جسوقت سے یہ دنیا ہے یا جسوقت سے